# خانوادۂ نبوت کی خواتین

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی

عورت رب رحمن کی اک حسین تخلیق جسے زمانے نے ہمیشہ مجبور اور محکوم سمجھا، کائنات میں دیگر موجود اشیاء کی طرح ایک شے جانا، کسی تہذیب میں کھلونے کی طرح سلوک کیا گیا اور کسی میں دیوداسی بنی۔ کسی علاقے میں ترکے میں بٹی اور کسی میں بھیڑ، بکری کی طرح پالی گئی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مہربان وجود اس دربدر ٹھوکریں کھاتی اور زندہ درگور ہوتی عورت کے لیے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم بن کر اس کی زندگی کے لیے خوشیوں کی نوید لے کر آیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی پر نظر ڈالیں تو ہمیں عورت اپنے ہر روپ میں بھرپور کردار ادا کرتی نظر آتی ہے۔

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد آپؐ کے دنیا میں تشریف لانے سے قبل ہی دنیا سے رخصت ہو گئے اور ان کی والدہ محترمہ بی بی آمنہ کا تذکرہ ملتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں یاد فرمایا کرتے تھے۔
- ان کی رضاعی والدہ بی بی حلیمہ سعدیہ کا ذکر خیر ہمیں سیرت کی کتابوں میں تفصیلاً ملتا ہے جبکہ رضاعی والد کا سرسری تذکرہ ہوا ہے۔
- ان کی رضاعی بہن حضرت شیماؓ کے واقعات بھی بیان ہوئے ہیں۔
- پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ان کی زندگی میں آئیں جنہوں نے اپنی وفا اور محبت کی ایسی لازوال داستان رقم کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخر وقت تک ان کی یاد میں غمزدہ ہو جایا کرتے تھے۔ پہلی مسلمان خاتون ہونے کا شرف حضرت خدیجہؓ کی وجہ سے ہر مسلمان عورت کا افتخار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی ڈھارس اور تسلی دی کہ نبوت کی پہلی گواہ بن کر فخر او روقار کا مقام حاصل کیا۔ اپنے تن، من اور دھن تینوں کو کار نبوت میں کھپا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اولاد کی نعمت سے سرفراز کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلی نماز خانہ کعبہ میں جا کر پڑھی۔
- ان کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضرت عائشہؓ تشریف لائیں جن کی ہمہ پہلو تربیت میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاتی دلچسپی لی اور اُمت کے لیے ایک عظیم قانون ساز اُم المؤمنین کی صورت گری کی۔ ایک تہائی دین اسی عظیم عالمہ باعمل خاتون کی وجہ سے اُمت کے علم میں آیا۔ بڑے مشکل ادوار میں حضرت عائشہؓ نے اُمت کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔
- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اولاد نرینہ نہیں عطا کی گئی مگر ان کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے توسط سے ان کی صلبی نسل بھی پروان چڑھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی بیٹی کی تربیت کی کہ وہ آج خاندان کے ادارے اور رامومت کی شان کے حوالے سے دنیائے عالم کی خواتین کی صف میں امام بن کر کھڑی ہیں۔
- انہوں نے اپنے معاشرے کی دیگر خواتین کی بھی ایسی پذیرائی کی کہ ایک راہ چلتی لونڈی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال جواب کرتی۔ بڑی بوڑھیاں بحث و تمحیص کرتیں۔
- حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کے سفر میں کھانا پہنچاتی اور دیگر احوال کی بھی رازداری سے ذمہ داری ادا کرتیں۔
- سب سے پہلے سرفروشی کا اعزاز بھی ایک عورت حضرت سمیہؓ کو ملا جن کو اسلام کی راہ میں سب سے پہلے شہید کیا گیا۔

- آج بھی حضرت خدیجہؓ، عائشہؓ اور فاطمہؓ کی بیٹیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی میں اپنا وہی کردار ادا کر رہی ہیں جو روایات ان راہبر خواتین سے انہیں میراث میں ملی ہیں۔
- موجودہ حالات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کے لیے ویسا ہی کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے جیسا کہ جنگ اُحد میں حضرت اُم عمارہؓ نے ادا کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اُحد کے دن میں جس طرف دیکھتا تھا۔ اُم عمارہؓ میری حفاظت میں ڈھال کی طرح کھڑی نظر آتیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف محبت نہیں بلکہ ٹوٹ کر عشق کرنا مطلوب ہے کہ فرمایا گیا:

(لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ) ۔

تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے باپ، بیٹے اور سب انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

اور جس سے محبت اور عشق ہوتا ہے اُسے یاد کیا جاتا ہے اور جسے یاد کیا جاتا ہے اس سے محبت ہو ہی جاتی ہے۔ ہمیں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی اور گم کردہ سنتوں کو بازیاب کر کے اپنی زندگیوں کو طوقوں اور بوجھوں سے نجات دلا کر زنجیروں سے آزاد کرانا ہے کہ وہ ہمارے پاس بھیجے ہی اس لیے گئے تھے کہ معاشرے میں سکون اور خوشیاں بکھیر دیں، حلال اور پاکیزہ چیزوں کو رواج دے کر حرام اور خبیث اشیاء کو ہماری زندگیوں سے نکال باہر کریں، آسانیاں پیدا کریں، مشکلات اور تنگی سے نجات دلا دیں، خوشخبریاں بانٹیں اور نفرتوں کو ختم کر دیں۔ قرآن کریم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا سب سے خوبصورت ذریعہ ہے۔

یہی محبت اُمت کی شیرازہ بندی کا ذریعہ ہے۔ نفسانفسی، مادہ پرستی، وطن پرستی اور عصبیت کے اس پرفتن دور میں اُمت کے متحد ہونے کی صورت یہی محبت ہے۔ ایک صوفی کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت کرو کہ محبت عشق میں اور عشق دیوانگی میں بدل جائے اور جب انسان اس مقام پر پہنچ جائے تو وہ دنیا میں بڑے سے بڑا کام سرانجام دے سکتا ہے۔

سلام اس پر کہ جس کے پریشاں حال دیوانے
سنا سکتے ہیں اب بھی خالدؓ و حیدرؓ کے افسانے

اگرچہ آج مسلمان عورت کو چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آ رہی ہے۔ ہم اُمت کے زوال کے بدنصیب دور میں رہ رہے ہیں مگر اللہ نے قرآن میں وعدہ کیا ہے اور اس سے سچی بات کس کی ہو سکتی ہے کہ!

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (۹:۳۲)

یہ کافر لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پورا پھیلا کر رہے گا۔ اگرچہ یہ بات کافروں کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کا اہتمام کر نا ہی کرنا ہے۔ ہم ایمان بالغیب پر یقین رکھنے والے لوگ ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ جب اس کی ''کن'' کا حکم آ جاتا ہے تو سب زمینی حقائق زمین بوس ہو جاتے ہیں۔ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی دو مثالیں سورج اور چاند کائنات میں روزانہ یہ پیغام دیتی ہیں کہ ہماری ایک کرن کو پھیلنے سے تو روک نہیں سکتے کجا کہ اللہ کے نور کو بجھا دو؟؟؟

اس لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور محبت اور عقیدت کا تقاضا ہے کہ ہم ان کی سب سے بڑی سنت کو زندہ کریں اور وہ ہے کہ ان کے لائے ہوئے دین، ان کے کلمے کا جھنڈا اور علم سر بلند کرنا۔ دین اور دنیا کے اس فرق کو اُسی طرح مٹا دیں، جس طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹایا تھا۔ انہوں نے دین کو دنیا میں زندگی بسر کرنے کا سلیقہ سکھایا تھا۔ انہوں نے حرا کی خلوت سے اپنی فکر کی آبیاری کی

اوراُتر کر قوم، حکومت اور آئین بنایا، یہی ہماری سیاست ہے، یہی ہمارا دین ہے کیونکہ یہ سنت نبویؐ ہے۔اسلام کی دشمن قوتوں نے دین اور دنیا کو الگ الگ کرنے اور مسلمانوں کو تقسیم در تقسیم کر کے اُن کی قوت کو خاک میں ملانے کی گھناؤنی سازش تیار کی اور اُمت کے بالادست طبقے کی اکثریت کو اس منصوبے کو نافذ کرنے کا فریضہ سونپا مگر الحمدللہ شرق و غرب سے ایک ایسی اُمت نمودار ہو رہی ہے جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو اپنا حرزِ جاں بنالیا ہے انہیں علم ہے کہ اسلام دشمن قوتوں کو اصل خطرہ اب سیاسی اور ریڈیکل اسلام سے ہے۔اس بات کا اشارہ علامہ اقبال اپنی مشہور نظم ابلیس کی مجلس شوریٰ میں بھی کرتے ہیں کہ جب ابلیس اپنے کارندوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ دنیا میں میرے ابلیسی نظام کو سب سے بڑا خطرہ اس سے ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور شریعت کہیں زمانے کو پھر سے آشکار نہ ہو جائے کہ جو عورتوں کی محافظ اور مردوں کی غیرت و شجاعت کو زندہ کرتی ہے۔

الحذر آئین پیغمبر سے سوبار الحذر

حافظ ناموسِ زن، مرد آزما مرد آفرین

اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ان لوگوں کے منہ بند کیے جائیں جو اسلام دشمن قوتوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی عداوت میں کبھی توہینِ رسالت قانون کے ختم کرنے کی بات کرتے ہیں، کبھی حدود اللہ ختم کرنے کی سازش کرتے ہیں، کبھی نظام تعلیم سے جہاد کے اسباق کو خارج کرتے ہیں۔کبھی اس مسلک کی نظریاتی اساس پر تیشہ چلا کر اپنے ایجنڈے کی تکمیل کے ناپاک منصوبے بناتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی اُمیدوار خدیجہؓ ،عائشہؓ اور فاطمہؓ کی بیٹیوں کے عزائم بھی کسی سے ڈھکے چھپے نہیں جو ایک نئے عزم سے، اسلاف سے، اپنی روایات سے اور اپنی تہذیبی قدروں سے مضبوطی سے رشتہ جوڑتے ہوئے میدان عمل میں کھڑی ہیں کہ مثل اُم عمارہؓ کی صورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس، اُن کی سنت اور سیرت کی حفاظت کے لیے ہر دم مستعد اور تیار رہنا ہے اور ایک ایسی نسل کی آبیاری کے لیے خاندان کے ادارے کو تحفظ بھی فراہم کرنا ہے جو اچھے اور پُرسکون معاشرے اور اقوام کی صورت گری کر سکے تا کہ دنیا میں اللہ کا دین قائم ہو سکے اور آخرت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی امیدوار بن کر اللہ رب العالمین کی رضا سے سرفراز ہو سکیں۔

# دورِ نبویؐ میں عورت کا کردار

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ
اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (آل عمران ۳:۱۶۴)

ترجمہ:''یقیناً اللہ نے مومنین پر بڑا احسان کیا ہے کہ انہیں میں سے ایک اپنے رسول کو اُن کے پاس بھیجا جو اللہ کی آیات انہیں سناتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے قبل و صریح گمراہی میں ڈوبے ہوئے تھے۔''

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو احسان عظیم عورتوں پر کیا ہے کہ جب عورت ذلت اور پستی کی آخری حد تک پہنچ چکی تھی اس کے وجود کو گوارا کرنے سے بھی انکار کیا جا رہا تھا تو نبی رحمتؐ تشریف لائے اور جہاں پوری قوم کو آگ کے گڑھے سے بچایا وہاں عورت کو بھی اس گڑھے سے نکالا اور ''زندہ گاری'' جانے والی عورت بے شمار حقوق کی مالک بن بیٹھی۔''عورت'' کو ''عورت'' رکھ کر ہی عزت کا مقام دیا، اسے مرد نہیں بنایا۔اُس پر سے وہ بوجھ اُتارے جو اُس پر روایتی اور جاہلی معاشرے نے لادے ہوئے تھے اور اُن طوقوں اور زنجیروں سے آزاد کیا جن میں وہ جکڑی ہوئی تھی۔

انسانوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے کا شرف ایک عورت کو حاصل ہوا۔خاندان نبوت اسی پہلی مسلمان خاتون سے آراستہ ہوا۔نبوت کی پشتیبانی اس عظیم خاتون نے کس محبت اور حوصلے سے کی وہ اسلامی تاریخ کا درخشاں باب اول بن کر جگمگا رہا ہے۔پہلی وحی کے جلیل القدر لمحات کے بوجھ سے لرزاں و ترساں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت خدیجہؓ جیسی مہربان بیوی کے پاس پہنچتے ہیں تو آپؓ شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کر کے آپؐ کو تسلی دیتی ہیں کہ ''آپ تو شاندار صفات کے حامل ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں، یتیموں کی سرپرستی کرتے ہیں۔اللہ آپ کو ضائع نہ کرے گا۔''

اور نہ صرف یہ کہ تسلی دیتی ہیں بلکہ نبوت کے عظیم انقلاب کو برپا کرنے کے لیے عورت اور مرد کی معاونت اور رفاقت کا خوبصورت منظر بھی پیش کرنے کے لیے اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل جو کہ ایک عیسائی عالم تھے، کے پاس لے جاتی ہیں جو اُن پر وارد ہونے والے لمحات کا سن کر اُن کی تصدیق کرتے ہیں۔

''کہ یہ تو وہی ناموس ہے جو آپؐ سے پہلے حضرت موسیٰ پر اُترا تھا۔اے کاش کہ میں اس زمانے تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو وطن سے نکال دے گی۔''

اس گفتگو کے بعد حضرت خدیجہؓ کو یقین کامل ہوگیا کہ حضورؐ منصب رسالت پر فائز ہو چکے ہیں۔چنانچہ وہ بلا تامل حضورؐ پر ایمان لے آئیں اور سب سے پہلی مسلمان ہونے کا اعزاز حاصل کر لیا۔نکاح سے پہلے حضورؐ کے ساتھ تجارت کرنا اور کامیاب تاجروں کی فہرست میں ممتاز مقام حاصل کرنا۔قرآن کریم کی اس آیت کا عملی ثبوت ہے کہ!

لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَ لِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۔(النساء ۴:۳۲)

ترجمہ:''مردوں کا اُن کی کمائی میں حق ہے اور عورتوں کا اُن کی کمائی میں حق ہے۔''

پھر حضورؐ کی امانت و دیانت اور اچھے اخلاق سے متاثر ہو کر اُن کو نکاح کا پیغام دینا عورت کے ایک دوسرے حق کی طرف اشارہ ہے کہ

شادی میں اُس کی رضامندی کا پورا خیال رکھا جائے گا اور عورت اور مرد کے تعلقات کی ایک شائستہ حد بندی جو کہ نکاح کی صورت میں ہر معاشرے میں موجود ہے، میں عورت کے کردار کو مدنظر رکھا جائے گا۔

حضورؐ کے عظیم مشن کو پورا کرنے کے لیے حضرت خدیجہؓ نے اپنا تن، اپنا من، اپنا دھن تینوں پیش کر دیئے اور وفا و محبت کے لازوال جذبوں سے اسلام کے ننھے پودے کی آبیاری کی۔ حضورؐ بڑے شاندار الفاظ میں اُن کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں کہ!

''مجھے خدیجہؓ سے اچھی بیوی نہ ملی۔ وہ ایمان لائیں جب سب لوگ کافر تھے۔ اُس نے میری تصدیق کی جب سب نے مجھے جھٹلایا۔ اُس نے اپنا مال مجھ پر قربان کر دیا جب دوسروں نے مجھے محروم رکھا اور اللہ نے اُس کے ہاں سے مجھے اولاد دی۔''

اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ کا کردار دیکھیں تو وہ ہمیں علمی کمالات، دینی خدمات اور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وارشادات کے نشر و اشاعت کے اعتبار سے صف اول کے علماء میں نظر آتی ہیں۔ ایک تہائی دین کے حاصل کرنے کے لیے ہم حضرت عائشہؓ کے ممنونِ احسان ہیں۔ 2200 احادیث آپؓ سے مروی ہیں۔ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ آپ سے علم حاصل کرتے اور مسائل کا حل سمجھنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ حضرت معاویہؓ کا قول ہے کہ ہم نے عائشہؓ سے زیادہ بلیغ فصیح اور زیادہ تیز فہم کوئی خطیب نہیں دیکھا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو کوئی مشکل ایسی پیش نہ آئی جس کا حل اور علم حضرت عائشہؓ کے پاس نہ ہو۔

ایک سفر میں حضرت عائشہؓ کا ہار گم ہو گیا اور ان کی وجہ سے حجاب، قذف نماز، فجر کی قضا اور تیمم کے احکام نازل ہوئے۔ حضرت اُسید بن حضیرؓ نے اس کو حضرت عائشہؓ کی بڑی فضیلت سمجھا ہے اور اُن سے مخاطب ہو کر کہا! ''اُم المؤمنین خدا آپ کو جزائے خیر دے، آپ کو کوئی حادثہ ایسا پیش نہ آیا جس سے خدا نے آپ کو نکلنے کا راستہ نہیں بتایا اور مسلمانوں کے لیے وہ ایک برکت بن گیا۔''

فقہاء اسلام میں حضرت عائشہؓ کا ممتاز مقام ہے۔ آج کے جج بھی اس عظیم قانون ساز خاتون کی 2200 سے زیادہ روایت شدہ احادیث پر فیصلے کرتے ہیں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب سب صحابہ کرامؓ آپ کے فیصلوں پر دل شکستہ تھے اور پوری نبوی زندگی میں یہ واحد موقع تھا کہ صحابہ کرامؓ اس فیصلے پر عمل درآمد میں تھوڑے تامل کا شکار تھے کہ حضرت اُم سلمہؓ نے حضورؐ کو مشورہ دیا کہ آپ احرام اُتار دیں اور قربانی کر لیں۔ یہ باقی لوگ خود بخود آپؐ کی پیروی کریں گے اور اس عظیم خاتون کی مدبرانہ سوچ اور صائب مشورے نے حضور ﷺ کو ایک مشکل وقت میں صحیح فیصلہ کرنے میں مدد دی۔

حضورؐ پر مستشرقین تعددِ ازدواج (Polygamy) کا ناروا الزام لگاتے ہوئے یہ بھول جاتے ہیں کہ حضورؐ نے اپنی جوانی میں جب وہ صرف 25 سال کے جوان رعنا تھے اپنے سے 15 سال عمر میں بڑی خاتون سے شادی کی اور حضرت خدیجہؓ کے ساتھ پچیس سالہ ازدواجی زندگی میں دوسری شادی نہ کی اور اُن کے وصال کے بعد جب آپؐ کی عمر مبارک پچاس برس تھی۔ آپؐ نے عورت کے مختلف النوع مسائل اور اُن کے حل اور اُن کے لیے کامیاب نظامِ زندگی کو وضع کرنے کی خاطر مختلف قبیلوں اور مختلف عمروں اور مزاجوں کی حامل خواتین سے نکاح کیے تا کہ اُمت کا یہ حصہ زندگی کے کسی بھی گوشے میں ہدایت و رہنمائی سے محروم نہ رہے۔

حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے 4 بیٹیوں سے بھی نوازا اور 3 بڑی بیٹیاں حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ اور حضرت اُم کلثومؓ آپ کی زندگی مبارک میں ہی اس جہان فانی سے کوچ کر گئیں اور آپ کی کیفیات سیرت کی کتابوں میں درج ہے کہ نہایت ہی شفیق باپ کی طرح غمزدہ، آنکھوں سے سیل اشک رواں ہوتا تھا اور سب سے چھوٹی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا جس کے متعلق اقبال فرماتے ہیں۔

مریم از یک نسبت عیسٰی عزیز
از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز!

حضرت فاطمۃ الزہراؓ ایک آئیڈیل رہبر خاتون کی شکل میں آج کی مسلمان خواتین کے لیے رول ماڈل کی حیثیت رکھتی ہیں۔انہوں نے اُس ماں کی آغوش میں تربیت پائی جن کو سابقون الاولون کا اعزاز حاصل ہے۔اُس عظیم المرتبت باپؐ کے سایہ شفقت میں زندگی گزاری جن پر ایمان اور جن سے محبت ہی ہماری نجات کا ذریعہ ہے۔اور اس ذات مبارک کے لیے رحمت بنیں جو خود رحمۃ اللعالمین تھے اور اس علی حیدر کے لیے نصف ایمان کا ذریعہ بنیں جو اولین ایمان لانے والوں میں سے تھے اور ان نوجوانوں کے لیے ان کے قدموں تلے جنت بچھائی گئی جو خود جنت میں نوجوانوں کے سردار ہیں۔اُس عظیم انسان کی زوجیت میں آئیں جنہیں حضورؐ نے اپنے وجود کا حصہ اور اللہ کی تلوار قرار دیا ہے اور سید الشہداء کی ماں کا اعزاز حاصل کیا، جن کے خون کی روشنی سے قیامت تک نوجوان جبر و استبداد کی تاریکی سے لڑ کر منزل کا نشان پاتے رہیں گے۔یعنی حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو جس روپ میں بھی دیکھیں وہی روپ ایک امتیازی نشان لیے ہوئے نظر آتا ہے۔ابھی کمسن ہی تھیں کہ اُنہیں خبر ملی کہ حضورؐ پر کسی نے اوجھڑی کا گند ڈال دیا ہے۔دوڑی دوڑی آئیں اور اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے وہ گند صاف کرتی جاتیں اور ساتھ ساتھ روتی جاتیں۔جنگ اُحد میں بھی جب آپؐ کے زخمی ہونے کی اطلاع ملی تو دیوانہ وار میدانِ جنگ تک پہنچیں اور حضورؐ کی مرہم پٹی کی۔

حضرت علیؓ کے عقد میں آئیں تو کبھی بھی کسی ناز و نخرے کا اظہار نہ کیا اور نہ کسی مطالبے پر اپنے عظیم المرتبت شوہر کو پریشان کیا۔گھر کے کام کاج اور چکی پیسنے سے ہاتھوں اور سینے میں گٹے پڑ گئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جاؤ اور حضورؐ سے بات کرو۔مسجد نبویؐ میں لونڈیاں اور غلام آئے ہوئے ہیں، تم بھی بات کرلو۔وہ حضورؐ کے پاس آئیں مگر حیا سے خاموش رہیں۔حضورؐ نے نہایت شفقت سے دریافت کیا کہ جان پدر کیا بات ہے؟ حضرت فاطمہؓ نے اپنی عرض پیش کی۔حضورؐ نے لونڈی اور غلام تو نہ دیئے مگر جواب میں وہ عظیم الشان تسبیح پیش کی جس کو تسبیح فاطمہؓ کہتے ہیں کہ 33،33 دفعہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور 34 دفعہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو یہ تمہارے لیے لونڈی غلاموں سے بہتر ہے۔حضورؐ نے ایک دفعہ پوچھا کہ اے فاطمہ ایک مسلمان عورت کی سب سے بڑی صفت کیا ہونی چاہیے؟ حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا کہ "ابا جان" عورت کو چاہیے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے اور اولاد پر شفقت کرے، اپنی نگاہ نیچی رکھے، اپنی زینت کو چھپائے اور نہ خود کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اُس کو دیکھنے پائے۔" حضورؐ یہ جواب سن کر بہت ہی مسرور ہوئے۔

ایک دفعہ حضرت فاطمہؓ بیمار تھیں۔لیکن رات بھر ذکرِ خدا میں مصروف رہیں۔صبح نماز سے فارغ ہوئیں تو چکی پیسنے لگیں۔حضرت علیؓ نے ٹوکا کہ کیوں اے رسول خداؐ کی بیٹی اتنی مشقت کرتی ہو؟ تھوڑا آرام کرلیا کرو، زیادہ بیمار نہ ہوجاؤ۔حضرت فاطمہؓ نے بڑا ہی پیارا جواب دیا۔ "نماز اپنے رب کے لیے پڑھتی ہوں، چکی تیرے لیے پیستی ہوں یا اپنے رب کو راضی کرتے کرتے مرجاؤں یا تجھے راضی کرتے کرتے۔اس سے بڑی خوش قسمتی میرے لیے اور کیا ہوگی۔"

ماں کے کردار میں حضرت فاطمہؓ پر نظر ڈالیں تو انہوں نے اپنے بچوں کی ایسی تربیت کی کہ انہوں نے سعادت کی زندگی گزاری اور شہادت کی موت اُن کا نصیب ہوئی۔تا ابد.......... مسلمان سید الشہداء حضرت امام حسینؓ کی مظلومانہ شہادت کی یاد سے بھی بے قرار رہیں گے اور عورت کا عظیم کردار کو بھی یاد کرتے رہیں گے جو کربلا کے میدان میں اُبھر کر سامنے آیا ہیں۔

"بقول ڈاکٹر علی شریعتی کہ شہادت حق کے لیے عملی کردار دو ہی ہیں۔یا تو وہ حضرت امام حسینؓ کی طرح جان جانِ آفریں کے سپر د کردے یا حضرت زینبؓ کی طرح شہید کے پیغام کو دنیا تک پہنچا کر اعلائے کلمۃ اللہ کا فریضہ سرانجام دے۔" خاتون کربلا حضرت زینبؓ نے

اپنے عبرت انگیز اور فصاحت و بلاغت سے بھرپور خطبوں سے اہل کوفہ اور یزید اور زیاد کے درباریوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ اُنھوں نے یزید کے دربار میں درد انگیز خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

اے یزید! گردشِ افلاک اور ہجومِ آفات نے مجھے تجھ سے مخاطب ہونے پر مجبور کر دیا! یاد رکھ رب العزت ہم کو زیادہ عرصے تک اس حال میں نہ رکھے گا۔ ہمارے مقاصد کو ضائع نہ کرے گا۔ تو نے ہمیں نہیں اپنے آپ کو نقصان پہنچایا ہے۔ ہم عنقریب اپنے نانا کے حضور حاضر ہو کر ان مصائب کو بیان کریں گے جو تیرے ہاتھوں ہمیں پہنچے۔ وہاں ظالموں سے بدلہ لیا جائے گا، حسین ؓ اور اُن کے ساتھی مرے نہیں بلکہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور وہی اُن کے لیے کافی ہے۔ حیدر کرار ؓ کی بیٹی کی گرج آج بھی اُمت مسلمہ کی بیٹیوں کو یہ سبق یاد دلاتی ہے کہ کبھی بھی یزیدی قوتوں کے سامنے ہتھیار نہ ڈالنا۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

آج پھر اُمت مسلمہ کو معرکہ کربلا درپیش ہے اور حضور ؐ کی لٹی پٹی اُمت کو پھر حضرت زینب ؓ جیسے کرداروں کی ضرورت ہے کہ وہ اس لٹے ہوئے قافلے کو منزل کی طرف گامزن کر دے۔ سخاوت، ایثار، خیر خواہی، محبت، حیا اور وفا کے انفرادی جذبات ہوں یا سیاست، معاشرت، معیشت، علم اور قانون جیسے اجتماعی ادارے، خانوادۂ رسول ؐ ہر جگہ پیش پیش رہا اور قیامت تک اُمت کی عورتوں کی رہنمائی کرتا رہے گا۔ آج بھی اُمت ایک تہائی دین کے لیے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی ہی محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت خدیجہ ؓ، حضرت عائشہ ؓ، حضرت فاطمہ ؓ اور حضرت زینب ؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے جو مسلم عورتوں کی صحیح رہبر و رہنما ہیں۔ کل بھی، آج بھی اور آنے والے کل کے لیے بھی۔

Follow Khadija, Ayesha, Fatima

The True Leaders of Muslim Women

Yesterday, Today and Tomorrow

# کاشانۂ نبویؐ کے چند مناظر

مرض الموت میں حضرت امِ حبیبہؓ نے حضرت عائشہؓ کو بلوا بھیجا وہ آئیں تو حضرت اُم حبیبہؓ نے کہا: سوکنوں میں کچھ نہ کچھ کبھی ہو ہی جاتا ہے اگر کچھ ہوا ہو تو خدا ہم دونوں کو معاف کرے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا ''خدا سب کو معاف اور اس سے تم کو بری کرے۔'' حضرت اُم حبیبہؓ نے کہا، تم نے مجھے اس وقت مسرور کیا، خدا تم کو بھی خوش رکھے۔''

☆......☆......☆

حضرت صفیہؓ کو کھانا پکانے کا خاص سلیقہ تھا، خود حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے ان سے بہتر کھانا پکانے والا کسی کو نہیں دیکھا، ایک دن دونوں نے آپؐ کے لیے کھانا پکایا، حضرت صفیہؓ کا کھانا جلد تیار ہوگیا، آنحضرت ﷺ، حضرت عائشہؓ کے حجرے میں تھے، انہوں نے وہیں ایک لونڈی کے ہاتھ کھانا بھجوا دیا، حضرت عائشہؓ اپنی محبت کی بربادی کو دیکھ کو جھنجلا اٹھیں اور ایک ایسا ہاتھ مارا کہ لونڈی کے ہاتھ سے پیالہ چھوٹ کر گر پڑا، اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا، آپ خاموشی کے ساتھ پیالہ کے ٹکڑوں کو چننے لگے، اور خادمہ سے فرمایا کہ تمہاری ماں کو غصہ آ گیا۔'' چند لمحوں کے بعد حضرت عائشہؓ کو اپنے فعل پر خود پر ندامت ہوئی، عرض کی یا رسول اللہؐ! اس جرم کا کیا کفارہ ہوسکتا ہے، آپ نے فرمایا، ایسا ہی پیالہ اور ایسا ہی کھانا، چنانچہ نیا پیالہ ان کو واپس کیا گیا۔

☆......☆......☆

''ایک دفعہ حضرت زینبؓ نے حضرت صفیہؓ کو یہودیہ کردیا۔ اس پر آنحضرتؐ ان سے ناراض ہوگئے اور دو مہینے تک ان سے کلام نہ کیا، آخر وہ حضرت عائشہؓ کے پاس آئیں کہ تم بیچ میں پڑ کر میرا قصور معاف کرادو، انہوں نے خاص اس غرض سے اہتمام کے ساتھ بناؤ سنگھار کیا، آپ آئے تو اس سلیقہ سے گفتگو کی کہ معاملہ رفت وگذاشت ہوگیا۔''

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب محمد ﷺ کو گھر میں آتے دیکھا تو سارے کام چھوڑ کر دروازے پر ان کا استقبال کیا آگے بڑھ کر محبت سے ان کے ہاتھ تھام کر انہیں اندر لائیں اور بولیں:

''میں آپ ﷺ کے سوا کسی اور کے لیے یہ سب کچھ کبھی نہ کرتی کیونکہ آپ ﷺ ہی وہ پیغمبر ہیں جن کا انتظار کیا جارہا ہے۔ آپ ﷺ جب اس مقام تک پہنچ جائیں تو مجھے اپنے دل سے بھلا نہ دیجیے گا اور میرے لیے اللہ سے دعا کیجیے گا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے محبت وعقیدت میں ڈوبے الفاظ سن کر نبی مہربان ﷺ فرماتے ہیں:

''خدا کی قسم! اگر میں وہی شخص ہوں تو میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی آپ کو نہ بھلاؤں گا۔ آپ نے میری خاطر بہت قربانیاں دی ہیں۔''

کیا خوبصورت عمل ہے؟

ایک اطاعت شعار بیوی کی کیا ہی خوبصورت خواہش ہے؟

اور پھر کیا سچا وعدہ ہے میرے نبی مہربان ﷺ کا؟

سبحان اللہ

خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹیوں کے لیے کتنا پیارا سبق ہے کہ گھر میں داخل ہونے والے شوہر کا استقبال کیسے کرنا ہے؟ کیسے اچھے

جملوں سے اس کی توجہ حاصل کرتی ہے، اور کس طرح ہر موقع کو چھوٹی چھوٹی خوشیوں اور تعلق کی مضبوطی کا ذریعہ بنالیتا ہے۔

وقت گزرا اور تاریخ گواہ بن گئی کہ آپ ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آخری سانس تک اپنی محبتوں کا مرکز بنائے رکھا۔

وحی کی آمد آمد کے مرحلے اور اماں خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

آپ ﷺ آسمان اور زمین کے درمیان رابطہ کا ذریعہ بنائے جانے کا پروانہ لے کر غار حرا سے نیچے اترے تو خوف اور دہشت کی شدت انہیں اگر کسی پناہ گاہ کی طرف لے آئی تو وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی تھیں۔

آپ ﷺ کے خوفزدہ اور پریشان گھر پہنچے تو یہی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں جنہوں نے آگے بڑھ کر آپ ﷺ کو سنبھالا دیا۔

آپ ﷺ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا:

''مجھے کمبل اوڑھا دو۔''

اس بار نبی مہربان ﷺ غیر معمولی طور پر زیادہ دنوں کے بعد واپس لوٹے تھے مگر جب آپ ﷺ پلٹے تو اتنے پریشان تھے کہ جتنے پہلے کبھی نہ ہوئے تھے۔ شوہر کی پریشانی میں وفا شعار بیوی ہمیشہ کی طرح حوصلہ اور امید کا پہاڑ بن گئیں اور آنے والی صدیوں کے لیے اپنی بیٹیوں کو یہ پیغام دے گئیں کہ شوہر کو اس زندگی کے مشکل مرحلوں میں محبت اور خلوص کے جذبات اور جملوں کی ضرورت ہوتی ہے اسے توجہ اور پیار چاہیے ہوتا ہے ایسے ہر موقع پر خود حوصلہ نہیں کھو دینا ہوتا بلکہ شوہر کا بھی سہارا بننا ہوتا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کو سنبھالا اور نبی مہربان ﷺ سے وحی کی روداد سننے کے بعد فرمایا:

''آپ ﷺ بالکل نہ ڈریں۔ اللہ آپ کے ساتھ ایسا کچھ نہیں کرے گا جس سے آپ کو نقصان ہو یہ تو خوفزدہ نہیں خوش ہونے کا مقام ہے۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اور بھی بہت کچھ فرمایا:

مثلاً دیکھیں کہ یہ کتنی خوبصورت بات ہے کہ:

''اے محمد ﷺ آپ کو خوشخبری ہو، مستقل مزاج اور ثابت قدم رہیے، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مجھے یقین ہے کہ آپ ﷺ ہی اس قوم کے نبی ہیں۔''

☆......☆......☆

گھر جنت کیسے؟؟

سیدہ فاطمہ ؓ کو سخت بخار ہے۔

رات بھر بے چینی میں گزری ہے۔

حضرت علی ؓ بھی جاگ رہے ہیں۔

اپنی عزیز بیوی کی تکلیف پر پریشان ہیں۔

انہیں تسلی اور حوصلہ دے رہے ہیں۔

ساری رات آنکھوں میں کٹی ہے۔

اور پچھلے پہر دونوں ہی کی آنکھ لگ گئی۔

فجر کی اذان سن کر حضرت علیؓ کی آنکھ کھلی، دیکھا سیدہؓ تو پہلے ہی وضو کر رہی ہیں۔

وہ بھی نماز کے لیے مسجد چلے گئے،

وہ واپس لوٹے کہ بخار میں مبتلا سیدہؓ کی مزاج پرسی کریں مگر یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سیدہؓ تو چکی پیس رہی ہیں۔

فاطمہؓ تمہیں اپنے حال پر رحم نہیں آتا؟ حضرت علیؓ پیار سے بولے:

رات بھر تمہیں بخار رہا، صبح اُٹھ کر ٹھنڈے پانی سے وضو کرلیا، اب چکی پیس رہی ہو۔ خدانہ کرے زیادہ اور بیمار ہو جاؤ تو؟

ان کی آواز میں خیر خواہی، محبت اور تعلق جھلک رہا تھا۔

سیدہ فاطمہؓ نے شوہر کی محبت بھری بات سنی اور سر جھکا کر بولیں۔

''اگر میں اپنے فرائض ادا کرتے کرتے مر بھی جاؤں تو کچھ پرواہ نہیں ہے۔''

میں نے وضو کیا اور نماز پڑھی اللہ کی اطاعت کے لیے چکی پیسی آپ کی اطاعت اور بچوں کی خدمت کے لیے۔''

سبحان اللہ! ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے!

حالات خواہ کچھ بھی ہوں، فاطمہؓ کی بیٹیوں کو اپنے فرائض معلوم ہوتے ہیں، وہ ان کی انجام دہی اپنا فرض سمجھتی ہیں کسی پر احسان نہیں۔

اور حضرت علیؓ کو آئیڈیل ماننے والے شوہر بھی بیوی کی ہر تکلیف کو اپنا درد سمجھتے ہیں، اس کا خیال رکھتے ہیں، اس کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں اپنے عمل سے بھی اور خوبصورت لفظوں سے بھی محبت کا اظہار کرتے ہیں اس لیے کہ محبت اظہار اور عمل مانگتی ہے۔

ایک اور دن باباﷺ بیٹیؓ کے گھر پہنچتے ہیں۔

☆......☆......☆

## درگزر سب سے بڑھ کر:

پیارا بھانجا عبداللہؓ خالہ ہی کے پاس پل بڑھ کر جوان ہوا تھا۔

اور جو بچہ یوں گھر میں اپنے ہاتھوں میں بڑا ہو اس سے پیار بھی کچھ زیادہ ہی ہو جاتا ہے۔

اور پھر ہوا یوں کہ بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ نے خالہ کی فیاضی اور فراخ دلی دیکھی تو کہیں کسی سے کہہ دیا کہ خالہ کا ہاتھ کس طرح روکنا پڑے گا یہ سب کچھ ہی دوسروں پر خرچ کر دیتی ہیں۔

خالہ عائشہؓ کو یہ بات کسی نے بتا دی انہیں سخت دکھ ہوا وہ تو اپنے شوہرؓ سے ان کی زندگی میں ہی یہ عہد کر چکی تھیں کہ کبھی ہاتھ نہ روکیں گی، خود کم پر قناعت کی زندگی گزار کر جنتوں میں نبی مہربانﷺ کی رفاقت پائیں گی مگر اب یہ پیارا بھانجا ہی ایسی باتیں کرتا پھرتا ہے۔

خالہ جان بھانجے سے ناراض ہو جاتی ہیں، بولنا بھی چھوڑ دیتی ہیں، غصے میں آئندہ بات نہ کرنے کی قسم کھا لیتی ہیں،

محبت کرنے والا بھانجاؓ بھلا اپنی عظیم خالہؓ کی ناراضگی کیسے برداشت کرسکتا تھا؟

اب لگا منانے کی کوشش کرنے کبھی کسی سے سفارش، تو کبھی کوئی کوشش۔

مگر خالہ تو سخت ناراض!

ایسے میں ایک دن عبداللہ بن زبیرؓ اپنے ددھیالی رشتہ داروں کو ساتھ لے کر جا پہنچے، ان مہمانوں نے حاضری کی اجازت چاہی تو امی عائشہؓ نے بلا لیا۔ خالہؓ جان پردے کے پیچھے تشریف فرما ہوئیں۔ انہیں کیا خبر کہ عبداللہؓ ہی ان کو ساتھ لایا ہے۔ جوں ہی وہ بیٹھے عبداللہؓ جھٹ سے

پردے کے اندر جا کر خالہ سے لپٹ گئے اور رونے لگے اور معافی تلافی کی۔ ادھر ننھیالی بھی معافی کی سفارشیں کرنے لگے۔ بھانجے کے اس محبت بھرے انداز نے خالہؓ کا دل نرم کر دیا انہوں نے پیار سے عبداللہؓ کو کولپٹا، پیار کیا اور معاف کر دیا اور پھر اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنے کے لیے غلام آزاد کیا، سیرت نگار لکھتے ہیں کہ آپ بار بار اس کفارے کے لیے غلام آزاد کرتی رہیں حتیٰ کہ ۴۰ غلام آزاد کر دیے۔ (رواۃ البخاری، کتاب المناقب، باب الہجرۃ)

یہی نہیں امی عائشہؓ نے واقعہ افک میں بدترین الزام تراشی کرنے والے حسان بن ثابتؓ سمیت کئی لوگوں کو معاف کر دیا۔ غلطیاں انسانوں سے ہوتی ہیں انہیں معاف کر دینا ہی امی عائشہؓ کی ہدایت اور عمل ہے۔

# آسان شادی

میرے نبی مہربان ﷺ مدینہ تشریف لا چکے ہیں۔

امی عائشہؓ بھی وہیں موجود ہیں، کئی ماہ گزر چکے ہیں، مکہ سے مدینہ آنے والے صحابہ کرامؓ موسم کی تبدیلی کی وجہ سے طبیعت کی خرابی کا شکار ہیں! امی عائشہؓ بھی متاثر ہیں۔

ایسے میں ایک روز حضرت ابوبکر صدیقؓ نبی مہربان ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ:

یارسول اللہ ﷺ اپنی اہلیہ کو گھر لے آیئے۔

مگر ابوبکرؓ میرے پاس تو مہر ادا کرنے کو بھی کچھ نہیں۔ نبی مہربان ﷺ جواب دیتے ہیں۔

ابوبکرؓ اپنے پیارے دوست پر صدقے واری جاتے ہیں عرض کرتے ہیں:

حضور ﷺ میرے پاس جو کچھ ہے حاضر ہے قبول فرمایئے، بلا آخر آپ ﷺ مہر کی رقم ان سے قرض کے طور پر لے کر حضرت عائشہؓ کو بھجوا دیتے ہیں۔ ہجرت کے مشکل دن ہیں، مدینہ کی چھوٹی سی بستی مہاجرین کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے، ایسے میں نبی کریم ﷺ کی شادی مبارک کی خبر سے ایک خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے، انصاری عورتیں اپنے جان سے زیادہ عزیز دولہا کی شادی کا اہتمام کرنے پہلے ہی اُم رومان کے گھر جا پہنچتی ہیں، اُم رومانؓ کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں پیاری بیٹی کا شانہ نبوت سجانے جا رہی ہیں، وہ بیٹی کو پیار کرتی ہیں، اس کا منہ دھلاتی اور تیار کر کے مہمانوں کے سامنے لے کر آتی ہیں، انصاری صحابیاتؓ "خیر و برکت اور اچھے نصیب" کے خوبصورت استقبالی جملوں کے ساتھ خوش آمدید کہتی ہیں، اتنے میں میرے نبی کریم ﷺ بھی تشریف لے آتے ہیں، نکاح حضرت ابوبکر صدیقؓ مکہ میں اپنے گھر میں ہی پڑھا چکے تھے، اب اس عالم ہجرت میں بیٹی کو رخصت کرنے کا مرحلہ آتا ہے تو اپنے جان سے پیارے دوست کو پیش کرنے کے لیے ان کے پاس بس دودھ کا ایک پیالہ ہے، وہی میرے نبی مہربان ﷺ کو پیش کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ اس میں سے نوش فرماتے ہیں اور پھر بچا کر اپنی دلہن کی طرف بڑھا دیتے ہیں، وہ شرماتی ہیں حضرت اسماء بنت زیدؓ بول اٹھتی ہیں کہ:

"عائشہ یہ رسول اللہ ﷺ کا تحفہ ہے اسے واپس نہ کرو۔"

عائشہ پیالہ تھام کر ہونٹوں سے لگا لیتی ہیں۔ (مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ)

ماحول میں خوشی ہے، مسرت اور سادگی ہے اور قیامت تک اللہ اس کے رسول ﷺ اور امی عائشہؓ سے محبت کرنے والوں کے لیے خاموش لیکن خوبصورت رہنمائی بھی ہے کہ اپنی شادیوں کو اتنا آسان بنا لو کہ وہ بس معمول کی زندگی کے انداز میں تکمیل کو پہنچ جائیں اور کسی بوجھ کا سبب نہ بنیں۔

یہ لمحہ محبت

کہیں سے کھجوریں تحفے میں آتی ہیں امی عائشہؓ اس وقت ذرا روٹھی ہوئی ہیں۔

میرے نبی مہربان ﷺ کھجوروں ہی کو انہیں منانے کا دلچسپ ذریعہ بنا لیتے ہیں۔

محبت سے کھجوروں والا برتن امی جان کے سر پر رکھ دیتے ہیں اور فرماتے ہیں

"لو عائشہؓ اللہ کا نام لے کر کھا لو۔"

پہلے کیا میں ابا کا نام لے کر کھاتی تھی؟

امی جانؓ مسکراتے ہوئے بے تکلفی سے جواب دیتی ہیں اور کھجوریں کھانا شروع کر دیتی ہیں۔

میرے نبی مہربان ﷺ دیر تک اس بات پر مسکراتے رہتے ہیں۔(مستدرک حاکم)☆

کیا آئیڈیل بے تکلفی ہے، سادگی ہے، اپنے شوہر پر ناز ہے اور شوہر کی طرف سے ناز برداری، مسرت ہے، خوشی ہے، روٹھنا منانا ہے۔میرے نبی مہربان ﷺ رول ماڈل ہیں یہ ان کی سنتیں ہیں میٹھی میٹھی سنتیں۔

☆......☆......☆

ایک اور دن بابا ﷺ بیٹیؓ کے گھر پہنچتے ہیں

دیکھتے ہیں کہ سیدۃ النساءؓ نے اونٹ کی کھال کا لباس پہنا ہوا ہے، اس میں بھی ۱۳ پیوند لگے ہیں، آٹا گوندھ رہی ہیں اور زبان پر کلام اللہ کا ورد جاری ہے۔

آپ ﷺ یہ منظر دیکھ کر آبدیدہ ہو جاتے ہیں فرماتے ہیں:

''فاطمہ دنیا کی تکلیف کا صبر سے خاتمہ کر اور آخرت کی دائمی مسرت کا انتظار کر، اللہ تمھیں نیک اجر دے گا۔''